مفت سلسلہ اشاعت نمبر 121
امام احمد رضا
اور
اصلاح معاشرہ
مصنف
مولانا محمد قمر الزماں مصباحی
ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریبا ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

امام احمد رضا

اور

اصلاح معاشرہ

از

حضرت علامہ مولانا

محمد قمر الزماں مصباحی صاحب مدظلہ

معلم جامعہ قادریہ کونڈوا، پونہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب	:	امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ
مصنف	:	حضرت علامہ مولانا
		محمد قمر الزماں مصباحی صاحب مدظلہ
ضخامت	:	۶۴ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
مفت سلسلہ اشاعت	:	۱۲۱
اشاعت	:	جنوری ۲۰۰۴ء
ملنے کے پتے	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان،
		نور مسجد کاغذی بازار، کراچی۔ 2439799
		مدنی مدرسہ ضیاء القرآن
		صدیق اکبر روڈ گھاس گنجی موسیٰ لین، کراچی۔

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

زیر نظر کتابچہ "جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان" کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت اشاعت کی ۱۲۱ ویں کڑی ہے۔ جو کہ مولانا قمر الزماں مصباحی کی تحریر ہے جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے فتاویٰ و اقوال کو مرتب کیا ہے۔ امید ہے کہ جمعیت کی سابقہ کاوشوں کی طرح یہ کاوش بھی ان شاء اللہ تعالیٰ قارئین کرام میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

ادارہ

انتساب

تاجدار برکاتیت رئیس الخطباء سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ مارہروی

و

تاج شریعت سراپا برکت احسن العلماء حضرت علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن علیہ الرحمہ مارہروی

کی بارگاہ پر عظمت میں حیات کا سارا سرمایہ نچھاور ہے۔ اس جذبے کی ساتھ کہ ع

۹۷

اگر یہ نذرِ عقیدت قبول ہو جائے
تو نازِ عشق کی دولت وصول ہو جائے

سگِ آستانۂ برکات

محمد قمر الزماں مصباحی

ہم صمیم قلب سے دعاء کرتے ہیں کہ خدائے غافر و نعیم محترم الحاج ابراھیم صاحب رضوی شیرور کے والدین کریمین کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کے پھول برسائے۔ آمین

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی نازبرداری کرے

دعاء گو: محمد قمر الزماں مصباحی

نذرِ عقیدت

خانوادۂ برکات کے سچے وارث وجانشین مخدوم العلماء حضرت علامہ سید حسنین میاں صاحب قبلہ نظمی مارہروی

و

فیض والا درجت شہزادہ احسن العلماء حضرت ڈاکٹر سید امین میاں صاحب قبلہ مارہرہ شریف

و

جانشین مفتی اعظم تاج الاسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری بریلی شریف
جن کی بارگاہ کی جاروب کشی انعام خسروی ہے۔

سگِ بارگاہ برکات

محمد قمر الزماں مصباحی

نگاہ اوّلیں

امام احمد رضا قدس سرہ ایک بالغ نظر فقیہ نکتہ رس مصنف، نابغۂ روزگار محقق، بلند پایۂ محدث و مفسر اور دنیائے سنیت کے اس مجدد اعظم کا نام ہے جسے قدرت نے روز ازل میں ہی اپنے دین حنیف کی حفاظت، مذہب حق کی صیانت، شریعت مقدسہ کی بقاء اور ایمانی سوز و حرارت کے تحفظ کیلئے منتخب فرمالیا تھا۔

خانقاہ سے لیکر درسگاہ تک اسلامی مراسم شرعی معمولات اور مذہبی تقدس کی جو بہار ہے اسی مرد قلندر کی رہین منت ہے اور آج ایمانی حرارت و پاکیزگی کی ساری لذتیں اسی روحانی مقتداء کی آہ صبح گاہی اور نالۂ شبی کا نتیجہ ہے۔

یہ ایک سچائی ہے کہ مجدد اپنے وقت کی ضرورت اور اپنے عصر کی پکار ہوتا ہے جس سے لوگ اکتساب فیض کرتے ہیں۔ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ نے جب شعور کی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہابی تحریک کی ساری انرجی ایمان و عقیدے کی روح کو فنا کرنے پر صرف ہورہی ہے۔ بد عقیدگی کے کہرے بڑی تیزی سے پھیل رہے ہیں اور فاسد خیالات کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے تنقیص الوہیت اور اہانت رسالت سے مملو تحریروں کو دیکھکر آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ دل خون کے آنسو رونے لگا کرب کا یہ عالم کہ کسی پہلو قرار نہیں اور قرار ملتا بھی کیسے جس کے نزدیک ایمان کی آواز یہ ہے ع

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پر قربان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے

تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

مسئلہ صرف اپنے ایمان و عقیدے کے تحفظ کا نہیں تھا اگر صرف اپنی بات ہوتی تو جس معطر فضا اور پاکیزہ ماحول میں آپ نے پرورش پائی اس کے کنج خمولی میں بیٹھ کر صرف سجدہ کرتے جب بھی بد عقیدگی کے ناپاک سائے قریب آنے سے لرز جاتے۔ مگر بات پوری ملت کی تھی معاشرے اور سماج کی تھی۔ پوری انسانیت کی تھی۔ اسلامی کلچر اور تہذیب کی تھی۔ قوم کے نونہالوں اور مستقبل کی ان تازہ فصلوں کی تھی جسے لہلہانے سے پہلے باد سموم مرجھانہ دیں، چنانچہ بصیرت و بصارت حکمت و دانائی۔ عشق و یقین اخلاص و ایثار، ایمان و عرفان اور عزم و حوصلے کی بھرپور توانائی کے ساتھ تجدیدی صلاحیتوں سے لیس ہو کر برکاتی کچھار کے اس شیر نے عصری نقاضوں کے چیلنج کو قبول کیا شرار بولہبی کی تیز آندھیوں میں چراغ مصطفوی کو روشن کیا، ملت کی سچی رہنمائی فرمائی۔ شریعت سے متصادم رسوم کا خاتمہ فرما کر اسلام کے درخشاں اصول بتائے، بدعات و خرافات کے تاج محل پر چھاپہ ماری کی، روحوں کی طہارت فرمائی، قلم کی آوارگی کو لگام دیا، غلط افکار و نظریات پر پہرے بٹھائے آزادئ فکر کو مہمیز دی، ایقان و عرفان کو صبح مسرت کا اجالا بخشا۔ دلوں کو عشق رسالت کا نور و سرور عطا کیا۔ فتنہ اندر کا ہو یا باہر کا سب کو دبایا۔ ہر ایک کا محاسبہ کیا۔ ہر ایک کی خیریت پوچھی۔ اور اصلاح و تذکیر، دعوت الی اللہ، تبلیغ و ارشاد اور ابلاغ حق کی راہ میں مسلسل چوٹ کھاتے رہے۔ آگے بڑھتے رہے حوصلوں میں تازگی آتی

رہی عشق نکھر تارہااور محبت رسول کے جلوؤں میں گم ہوتے رہے۔نہ تنہائی کا شکوہ،
نہ اکیلے پن کا احساس بلکہ ہر ہر قدم پر ثبات واستقلال کا قلعہ تعمیر کرتے جارہے تھے
اور نقوش پا کا ہر تیور پکار کر کہہ رہا تھا۔ع

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آگئے اور کارواں بنتا گیا

یہ آپ کی داعیانہ قوت، قائدانہ عظمت وشوکت اور پاکیزہ قیادت کا ہی ثمرہ ہے کہ
آج دلوں کی فصیل پر عظمت نبوت کے پرچم لہرا رہے ہیں افکار و نظریات کے صحرا میں
محبت رسول کے گلاب مسکرارہے ہیں، خانقاہوں کی پاکیزگی، دارالافتاء کا تقدس اور دانش
کدوں کی شوکتیں محفوظ ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے انھیں احسانات کو دیکھکر
پاسبان ملت خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

اے وقت کے دانشورو! غور کروامام احمد رضا کا ایک ایسا وجود مسعود
جو تن تنہا لاکھوں پر بھاری بھر کم تھا انھیں خراج عقیدت پیش
کرنے کیلئے اگر زبان و قلم کا پورا سرمایہ اکٹھا کردیا جائے تو اس کی
زندگی کے چند لمحات کا شکریہ ادا کرنے کیلئے ناکافی ہوگا۔ عقل
حیران ہے کہ زبان و قلم کیلئے نیاز مندیوں کی بھیک کہاں سے مانگی
جائے اور کس خزانہ عامرہ سے گوہر آبدار چن چن کر ان کے
قدموں پر نچھاور کئے جائیں جس سے امام احمد رضا جیسی قد آور
شخصیت کی دینی و قلمی خدمات کا حق ادا کیا جاسکے۔

(دیوبند کی خانہ تلاشی صفحہ ۱۲)

یہ اس فاضل کا تاثر ہے جس کے قلمی اور لسانی خدمات کی ضیاپاشیوں سے علاقے کا علاقہ روشن ہے۔ مگر برا ہو عصبیت کا جو علم وادب سے کورے اور بالکل تہی دست ہیں وہ اس آفتاب فضل و کمال سے آنکھیں ملانے چلے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمات کو سراہتے ان کی بارگاہ عبقری میں سجود نیاز لٹاتے، ان کے قلمی سرمایہ سے دلوں کی تجوری کو بھرتے۔ ان کے علم و شعور کے گل و لالہ سے قلب و نظر کو تازگی بخشتے ان کی پرکشش شخصیت کے جلوؤں سے دل و نگاہ کی وادی کو سجاتے اور اسلامی نظریات کو پیغام رضا کی شکل میں عام و تام کرتے لیکن یہ تاریخ کے ساتھ کتنا بھیانک مذاق ہے کہ عمل کی تطہیر، فکر کی تقدیس اور عشق مصطفیٰ کی تفسیر میں جس کی حیات کا لمحہ لمحہ مصروف ہو۔ عمر بھر جس نے سماج میں جنم لینے والی برائیوں کے خلاف جہاد بالقلم سے کام لیا ہو اور جس کے قلم کی بوند بوند خیر و صلاح اور نجات و فلاح کا ابر کرم بن کر دلوں کی بنجر زمین پر برستی رہی اور سیرابی کے بعد قلب و جگر کی کشت ویراں پر اتباع شریعت، حب رسالت اور رب کی خشیت کے نہ جانے کتنے شاداب پھول مسکرانے لگے اور آج اسی پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ بدعتی فرقہ کا بانی تھا۔ مگر کوئی درد مند دل بتائے کہ اگر شرک کی مسموم فضا میں توحید کا چراغ جلانا، توہین نبوت کے پرآشوب ماحول میں محبت رسول کی شمعیں روشن کرنا اور بدعات کی آندھی میں اولیاء عظام کی عظمتوں کی قندیلیں فروزاں کرنا یہی بدعت ہے تو پھر ہم ان کی علمی مفلسی، ذہنی قلاشی اور یتیم العقلی پر کوئی ماتم نہیں کرتے۔

کہتے ہیں کہ تاریخ حقیقت کا ایک بے غبار آئینہ ہوا کرتی ہے جو گردش ایام کا اثر قبول کیئے بغیر اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ اس نادر روزگار شخصیت کے ساتھ بھی کچھ

ایسا ہی ہوا مخالفین نے جس قدر حقائق پر پردے ڈالے، الزامات کا نشانہ بنانا چاہا اور پر وقار ذات کو مجروح کرنے کی جتنی سازشیں رچی گئیں حقیقتیں طشت ازبام ہوتی چلی گئیں، افکار کی خوشبو پھیلتی رہی، تابندہ خیالات کی کرنوں سے دلوں کے آفاق جگمگانے لگے اور آج اس عالمی شخصیت پر تحقیق و ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور محققین حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہیں جس موضوع پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھتے ہیں تلاش و جستجو اور لوح و قلم کی ساری پونجی لٹادینے کے بعد انھیں یہی احساس ہوتا ہے کہ فضل و کمال، علم و فن اور فکر و دانائی کے اس بحر بیکراں کا نہ کوئی پاٹ ہے نہ دھار اور پھر انھیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس ایک پیکر میں علم و شعور کی اسقدر سمائی یہ کسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ تائید ربانی اور فیضان الٰہی کا نتیجہ ہے۔

ایک داعی اس فلسفہ کو اچھی طرح سمجھتا ہیکہ جہاں سے خیر و شر کے چشمے ابلتے ہیں وہ انسان کا دل ہے اگر معاصی کے جراثیم سے دل پاک وصاف ہو گیا تو دوسرے اعضاء کو سنوارنا بہت آسان بات ہے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ قلب کی پاکیزگی پر زیادہ زور دیتے ہیں، آیئے اس پرسوز مصلح کی آواز کو آپ بھی کان لگا کر سنئے۔

> قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذاللہ معاصی اور کثرت بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے اب اس میں حق کو دیکھنے سمجھنے اور غور کرنے کی قابلیت نہیں رہ جاتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے۔

(ملفوظ شریف)

مندرجہ بالا تحریر کو پڑھنے کے بعد اس مخلص داعی کے اضطراب اور درد و کسک

کو آپ بھی محسوس کیجئے کرب کا یہی وہ داعیہ تھا جو امام احمد رضا قدس سرہ کو عمر بھر قلمی جہاد کرنے پر مجبور کرتا رہا کیوں کہ ایک سچے عاشق رسول، پر سوز قائد اور مذہبی رہنما کی نگاہ میں ہر لمحہ اسلامی احکام شرعی اصول قرآنی تعلیمات اور نبوی ارشادات و فرمودات کے حسین جلوے ہوتے ہیں جس کے اجالے میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔

"امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ" کے حوالے سے ایک مختصر رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے تعصب و تنگ نظری کی سطح سے اوپر اٹھ کر اس کا مطالعہ کیجئے اور قبول حق کی کوئی ہلکی چنگاری بھی ذہن و فکر کے کسی گوشے میں سلگ رہی ہو تو انصاف و دیانت کا خون کئے بغیر جواب دیجئے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے بدعات اور غیر شرعی رسومات کو فروغ دیا ہے یا اس کے خلاف جنگ لڑی ہے۔

قاطع نجدیت حضرت علامہ مفتی محمد امان الرب صاحب، حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحب، حضرت علامہ مفتی ایاز احمد مصباحی، حضرت علامہ مفتی منظور احمد مصباحی، حضرت علامہ محمد عیسیٰ رضوی مصباحی، حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی ان اہم شخصیات کی نیک تمنائیں اور پر خلوص دعائیں ہمارے ساتھ ہیں جب بھی کٹھن لمحات آتے ہیں تو مذکورہ حضرات ہماری دستگیری فرماتے ہیں۔ رب کائنات سب کو دارین میں عافیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

خادم جامعہ قادریہ کونڈوا، پونہ

تقدیم

حضرت علامہ غلام مصطفیٰ صاحب نجم القادری
ریسرچ اسکالر میسور یونیورسٹی، میسور، کرناٹک

کیا حال ہوتا کشتیٔ ملت کا اگر امام احمد رضا نے بروقت اس کی پاسبانی نہ فرمائی ہوتی، کیا حال ہوتا عقیدہ و عقیدت کے گل و غنچہ کا اگر بدعات کی باد سموم کے سامنے آپ نسیم سحری نہ بن گئے ہوتے، اور کیا حال ہوتا ایمان و عمل کے درّ بے بہا کا اگر لٹیروں کے ظاہری و خفی حملے سے آپ نے لوگوں کو متنبہ نہ کیا ہوتا۔ اگر میں یہ کہوں تو بالکل حق بجانب ہوگا کہ دین و ضروریات دین پر چومکھی حملے ہورہے تھے تن تنہا امام احمد رضا چھپن علوم و فنون کے خزانہ و اسلحہ سے لیس ہوکر ان تمام طوفان جفا کے سامنے سد سکندری بنے ہوئے تھے۔۔۔۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عہد رضا میں علم و فکر کی بزم سونی تھی، میں یہ نہیں کہتا کہ خانقاہیں حق، ہو کی صدائے لاہوتی سے خالی تھی، میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اسلام کے جیالے اور جانثار فرزندوں سے اسلام کی گود غیر آباد تھی، میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام و ایمان کے گلشن کو تاراج کرنے کی جب صیہونی اسکیمیں اپنے شباب پر تھیں، عقیدہ و عقیدت کے خزانے پر جب شب خون مارے جارہے تھے، عمل کے نام پر ایمان جب لوٹا جارہا تھا تو اس کالی رات اور گھنگھور فضا میں وہ کون تھا جس نے جان جوکھم میں ڈال کر اور سر ہتھیلی پر لے کر وقت کی طاغوتی طاقتوں کو للکارتے ہوئے کہا تھا۔

ادھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

بر صغیر کی پوری ۱۹، ویں صدی چھان ڈالئے صرف اور صرف ایک نوری چہرہ نظر آتا ہے جسے سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہتے ہیں۔ ہاں اہلِ علم نے آپ کا ساتھ دیا ہے، خانقاہوں نے آپ کی حمایت کی ہے، سجادہ نشینوں نے تائید کے پھول برسائے ہیں، اسلام کے جیالے فرزندوں نے حوصلوں سے آپ کا دامن بھرا ہے مگر ہر محاذ پر جو مقدمۃ الجیش کا تاج زریں سجائے کبھی قلبِ لشکر، کبھی میمنہ اور کبھی میسرہ پر جھپٹ جھپٹ کر وار کر رہا تھا وہ صرف بریلی کا تاجدار ہے۔۔۔۔۔ آپ کی زندگی کی سب سے عظیم خوبی جو آپ کے معاصرین پر آپ کو مشرف و ممتاز کرتی ہے وہ یہی آپ کی جوانمردی و حق گوئی وبیباکی ہے۔؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ شمشیرِ شریعت کی زد پر پڑنے والا کون ہے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ عقیدہ و عمل میں بدعات و خرافات کا حامل کون ہے، اپنا ہو یا بیگانہ اسی نقطۂ نظر سے آپ نے سب کی خبر لی ہے اور حق یہ ہے کہ خوب لی ہے، ہم تو ان کی نگارشات و ملفوظات میں دیکھتے ہیں کہ جنہیں اپنی علمی حذاقت و ممارست پر ناز تھا، ارد گرد تلامذہ کا جم غفیر تھا، حلقۂ ارادت و عقیدت بھی وسیع تھا لیکن خلاف شرع عمل و حرکت پر حضرت رضا بریلوی نے ان کی پرواہ نہیں کی، ادب سے ٹوکا، محبت سے متنبہ کیا، پیار اور نرمی سے سمجھایا، مان گئے تو ٹھیک ہے ورنہ شریعت مطہرہ کا دوٹوک

فیصلہ سنادیا۔ کوئی خانقاہ اگر بدعات و منکرات میں پھنس گئی ہے تو آپ نے اسے بھی ہدایت کی، عقیدت میں اگر کہیں غلو اور فکر و عمل میں کجی پائی جارہی ہے تو وہاں بھی خبردار کیا، روش حیات اگر غلط ڈگر پر چل پڑی ہے تو آپ وہاں بھی چراغ حق و ہدایت لئے رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں، اور اگر کوئی شومئی قسمت سے تنقیص الوہیت اور توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے تو پھر آپ کا ہر وار رضا کے نیزے کی مار کا منظر پیش کرتا نظر آتا ہے۔ اس وقت آپ کا قلم، قلم نہیں برقِ خاطف نظر آتا ہے۔
غرض کہ امام احمد رضا صرف عمل کے داعی و مصلح نہیں بلکہ عقیدہ و عمل دونوں کے آپ محسن و مصلح نظر آتے ہیں، وہ بھی کوئی اصلاحی تحریک ہے کہ عمل کا جسم ظاہری زینت و سنگھار سے آراستہ کردیا جائے اور اس میں ایمان کی روح نہ پھونکی جائے۔ امام احمد رضا اس نصب العین سے بخوبی واقف تھے انہوں نے جسم و جان دونوں کی آراستگی و مشاطگی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ لہذا میرا خیال ہے کہ جب بھی امام احمد رضا کی نسبت سے اصلاح معاشرہ کی بات کی جائے تو دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ معاشرہ کی اصلاح صرف عمل سے نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہوسکتی ہے اور نہ یہ اسلامی تصوّر ہے۔ ایک پاکیزہ، صالح اور بامقصد معاشرہ کی تشکیل کیلئے ضروری ہے اس کے سنگِ بنیاد میں ہی ایمان و عقیدہ کی روح رچابسادی جائے پھر عمل کی دیوار چنی جائے، اسلام صرف عمل کا نام نہیں بلکہ ایمان و عمل دونوں کے حسین مجموعہ کا نام ہے۔
زیر نظر کتاب عزیز گرامی مولانا محمد قمر الزماں مصباحی کے زرنگار قلم کا حسین شاہکار ہے، بس پڑھتے جایئے جھومتے جایئے۔ عزیز موصوف نے مختصر اوراق پر جامع اور بسیط مضامین کو سمیٹنے کی بڑی محمود کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت

کا انہیں دارین میں صلہ و ثمرہ عطا فرمائے۔ (آمین) تاہم عقیدہ کی بحث کو شاید انہوں نے قلت صفحات کی شکوہ سنجی کے پیش نظر چھیڑنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اس تعلق سے دو چار گوشے ہدیۂ ناظرین ہیں تاکہ قاری کو کسی جہت سے کتاب میں تشنگی کا احساس نہ ہو۔

۱) دین سے دوری اور شریعت سے بے خبری نے لوگوں کو اس نتیجہ پر پہنچادیا ہے کہ اللہ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے بھی آج کا انسان بڑا بے باک ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ جسارت جا پہنچی ہے کہ اگر شریعت کا ضابطہ سمجھایا جائے تو بعض عاقبت نا اندیش لوگ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ " ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے" ایسا ہی سوال جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے ہوا تھا تو آپ کے قلم کا تیور دیکھئے : "وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا و رسول کو نہیں جانتے یہ صریح کلمۂ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہیئے۔

(فتاوی رضویہ۔ جلد دہم)

۲) ان کی غیرت عشق اپنے خدا اور رسول ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ کے استعمال سے بھی گریزاں تھی جو دشمنان خدا اور سول ﷺ نے استعمال کیا ہو اور وہ ان کا تکیہ کلام بن چکا ہو۔ لفظ صاحب کے تعلق سے آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا : " جائز ہے حدیث میں ہے اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفہ فی المال والاصول والولد اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ماضل صاحبکم و ما غویٰ۔۔۔ لیکن اللہ صاحب کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ

ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں نامِ پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہیئے۔ (الملفوظ۔ سوم)

۳) آج کل جاہل صوفیوں کا جیسے ہیضہ آیا ہوا ہے، نیلا پیلا رنگ چڑھا لیا بس وہ قید و بندِ شریعت سے آزاد ہو گئے جو جی میں آیا کیا جو منہ میں آیا بک دیا۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ "عشق" کا استعمال دھڑلّے سے کر رہے ہیں۔ علم تو ہے نہیں کہ کبھی اس کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ کی طرف غور کرتے اور نہ علماء کی قربت ورفاقت ہی ہے کہ ان کی اصلاح ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور ﷺ کو اس کا معشوق کہنے کے تعلق سے جب امام احمد رضا سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ : "ناجائز ہے کہ معنیٔ عشق اللہ عزّوجل کے حق میں محال قطعی ہے ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم)

۴) بد قسمتی سے آج کچھ لوگ حضور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک میں بھی قیل و قال سے نہیں چوکتے حالانکہ علمائے اہل سنت نے خاص اس عنوان پر علمی تحقیقات کے دریا بہا دیئے ہیں۔ جب علمائے اہل سنت کی وزنی دلیلیں کسی طرح نہیں اٹھتیں تو یہ بے تکا الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ علمِ مصطفیٰ اور علمِ خدا کو مساوی قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا موقف کیا ہے امام اہلسنت کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں : "علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے، اس کے غیر کیلئے محال ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کیلئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔" (خالص الاعتقاد)

دوسری جگہ فرماتے ہیں : " علمِ الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی، وہ واجب یہ

ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نا مخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقاء یہ جائزالفناء، وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل۔(انباء المصطفیٰ)

علم خدا اور علم مصطفیٰ میں برابری کے تصوّرات والزامات کے تارو پود بکھیرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اوّلین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرہ کے کروروں کو کرور سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔“ (الملفوظ۔اوّل)

۵) اسلام اور نظریات اسلام کی روح اس وقت مجروح ہو جاتی ہے جب کہیں سے یہ آواز آتی ہے کہ ”کسی کو برا نہیں کہنا چاہیئے“ کیا ظلم ہے، چاہے وہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ اور پیارے دین اور ضروریات دین کے بارے میں کچھ بھی لکھے اور بکے ”معاذاللہ“ اس مذموم نظریئے سے آج دین کا جتنا نقصان ہو رہا ہے شاید ہی کسی دور میں ہوا ہو۔ اسی ظالم نظریئے نے ظالم و مظلوم، حق و باطل، نور و ظلمت کو آج ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہے۔ معاشرہ ایسا مخلوط ہو گیا ہے کہ اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن، وفادار و غدار کی پہچان مشکل ہو گئی ہے۔ اگر یہ چھوٹ دیدی جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ ایک نیا اسلام گڑھ کر رکھ دیں گے۔ اسلام مذہب حق ہے اور حق کو حق، باطل کو باطل کہنے کا داعی۔ اسلام کی پالیسی بالکل صاف اور روشن ہے اس میں کسی طرح کی کوئی تاریکی اور ژولیدگی نہیں ہے۔ وہ لوگ جو پکے بے دین، بدعتی ہو جائیں اس کے بارے میں اسلام کا نظریہ اور ہے اور وہ لوگ

جو ابھی شک و ریب میں مبتلا ہیں، مذبذب ہیں ان کے تعلق سے اسلام کا نظریہ اور ہے۔ جو لوگ اپنے قول و فعل سے جس خانے میں چلے جائیں ان کی اصلاح اسی علامت اور زاویئے سے ہوگی، ان کے تعلق سے شریعت کا فیصلہ امام احمد رضا کے قلم سے یہ ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا یا یھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم۔ اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر، یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم، تو بے شک بڑے خلق پر ہے۔" (الملفوظ) اور جو لوگ ابھی نیم پختہ ہوں، مذبذب ہوں ان کے بارے میں شریعت کی سنجیدہ طبعی اور امام احمد رضا کی نرم گفتاری کا منظر ملاحظہ ہو: "دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہو سکتے۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔" (الملفوظ)

آج جو لوگ اپنے آپ کو وسیع النظر کہتے ہیں اور بڑی فیاضی سے وسعت نظری کی دعوت دیتے پھرتے ہیں وہ قرآنی اصول کی روشنی میں اپنی روشن خیالی کو پرکھیں۔ اخلاق یہ نہیں کہ آدمی کتاب و سنت سے بیگانہ محض ہو جائے۔ اخلاق یہ نہیں کہ دین کے تقاضے کو پامال کر کے کسی کی خوشنودی بحال کی جائے۔ حسن اخلاق یہ ہے کہ دینی تقاضوں کی کماحقہ رعایت کے ساتھ کسی سے دوستی و نرمی اور نسبت و تعلق رکھا جائے۔ دین کے تقاضوں میں بنیادی چیز اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ اس رضا کی تحصیل و تکمیل میں چاہے کوئی چھوٹے پرواہ نہ کی جائے۔ آپ خود سوچیے اگر احباب و اصدقاء کی رعایت میں آبگینۂ شریعت کو صدمہ

پہنچ جائے، اللہ اور اس کے رسول ہی ناراض ہو جائیں تو کس کام کی یہ دوستی۔ دوستی اور دشمنی کا جو معیار شریعت نے مقرر فرمایا ہے اس کی پاسداری یہ مسلم و مومن کے لئے ہمہ دم لازمی ہے۔ امام احمد رضا میں یہ وصف اپنے تمام جمال و کمال کے ساتھ ہر جگہ نظر آتا ہے۔ آپ کا مطمح نظر ہمیشہ یہ رہا کہ حق گوئی و بیباکی کا دامن نہ چھوٹے، اچھی اور سچی بات ہر کسی کو دو ٹوک بتائی جائے، چاہے وہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ آپ کی حیات کا ہر لمحہ گواہی دے رہا ہے کہ آپ نے اپنی پوری توانائی و جگر کاوی اور اولوالعزمی و بلند ہمتی سے خدا و مصطفیٰ کی خوشنودی کے لئے اس فریضہ کو انجام دیا۔ اپنے منصب کا جتنا وقار آپ نے سمجھا اور بلند رکھا ہے آپ کے عہد زریں میں شاید ہی کسی نے رکھا ہو، رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ میں اپنے آپ کو فنا کر کے بقا کا شیریں جام نوش فرمالیا، دیکھئے کتنی پیاری التجا ہے جو انہوں نے کی ہے۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہے نام رضا تم پہ کروروں درود

کلمۂ تحسین

ادیب شہیر حضرت مولٰینا رحمت اللہ صاحب صدیقی
مدیر اعلیٰ پیغام رضا۔ پوکھریرا۔ بہار

جہاں امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا چراغ نہیں جلتا وہاں تاریکی رہا کرتی ہے یہ تاریکی فکر میں بھی ہوتی ہے عمل میں بھی ہوتی ہے اور عقیدت میں بھی۔ امام احمد رضا عشقِ رسول ﷺ کی کس منزل پر فائز ہیں اس کا سراغ اب تک کوئی نہ پاسکا ہے اور علوم وفنون کے کتنے شبستانوں پر ان کا قبضہ ہے اس کا سہی اندازہ ابتک کسی کو نہ مل سکا ہے۔ آپ کی ذات ہر اعتبار سے اس لائق ہے کہ اجتماعی طور پر آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ آپ کی تالیفات و تصنیفات کو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ درسگاہوں تک نصاب میں شامل کیا جائے۔ آپ کے نام پر بڑے بڑے تحقیقی، سائنسی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے اور دنیا کی مختلف زبانوں میں آپ کے افکار و نظریات منتقل کیے جائیں تو تاریکیاں دور ہوں گی اور عشق وایمان کا نور تیزی کے ساتھ پھیلے گا۔

ہمارے نوجوان علماء میں کام کرنے کا بے پناہ جذبہ موجود ہے اور وہ دینی و ملّی سرگرمیوں میں پیش پیش رہنا چاہتے ہیں لیکن ان کی کوئی پشت پناہی نہیں کرتا اور ان کے درد کو کوئی محسوس نہیں کرتا، بے یقینی اور بے اعتمادی کے سائے ہر طرف لنگر انداز ہیں قوم کے ایمان و عقیدے پر شب خون مارا جارہا ہے، بد عقیدگی کے جراثیم ہر روح میں سرایت کرنے کیلئے پر تول رہے ہیں۔ خرمن عشق و محبت میں چنگاری

ڈال دی گئی ہے کسی وقت بھی ہوا کا ایک معمولی جھونکا اسے تباہ وبرباد کر سکتا ہے ایسے ماحول میں قوم کو صحیح سمت سفر عطا کرنے والے افراد کی سخت ضرورت ہے جو قوم کے ایمان وعقیدے کے چمن کو باد صرصر کے تند جھونکوں سے بچا سکیں۔

امام احمد رضا نے قوم وملت کی ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی کی ہے اور یقیناً ان کے رہنما اصول کامیاب زندگی کے ضامن ہیں بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے سہل انداز میں پیش کیا جائے تاکہ ہر خاص وعام اپنے ظرف کے مطابق استفادہ کر سکے۔ اسی کی ایک کڑی "امام احمد رضا اور اصلاحِ معاشرہ" ہے۔

فاضل گرامی حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مصباحی ہر اعتبار سے ملی سرمائے کی حیثیت رکھتے ہیں میں نے موصوف کو بہت قریب سے دیکھا، پڑھا اور پرکھا ہے۔ ان کا دل ہر وقت ملت کے غم میں دھڑکتا رہتا ہے۔ ان کے نزدیک امام احمد رضا کی ذات ہی اتحاد ومحبت کی علامت ہے۔ فکر کی پاکیزگی، تحریر میں لطافت اور طبعی اعتبار سے بڑی سادگی کے حامل ہیں۔

"امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ" آپ کی تازہ ترین تالیف ہے۔ اسکے مطالعہ کے بعد جہاں آپکے ایمان ویقین کو تازگی ملے گی وہیں امام احمد رضا پر لگائے گئے بے جا الزامات کے پردے چاک ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور عقیدے کی کائنات میں گل ولالہ کھلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ دعا ہے کہ رب کائنات اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مولف کے علم میں، عمر میں بے پناہ برکتیں اور دارین میں ہر طرح کی عافیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو پیغامِ رضا کی بڑے پیمانے پر اشاعت کے ذوق لطیف سے نوازے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم

ولادت باکرامت : امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء روز شنبہ ظہر کے وقت شہر بریلی شریف۔ محلّہ جسولی میں ہوئی۔ خود امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا :

اُولئك كتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه ۱۲۷۲ھ

وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی۔ (کنزالایمان)

آپ کا پیدائشی نام محمد ہے اور تاریخی نام المختار ہے ۱۲۷۲ھ جدامجد مولینا نقی علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء) نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا جس نام سے آپ مشہور ہیں بعد میں آپ نے اپنے اسم شریف کے ساتھ عبدالمصطفی کا اضافہ فرمایا چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے [۱]

خاندانی نجابت : آپ کا خاندان فضل و کرامت، امارت و سیادت اور علمی و فکری عبقریت میں شروع سے ہی یگانۂ روزگار رہا۔ آپ کے والد گرامی امام المتکلمین مجاہد آزادی حضرت علامہ شاہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ صاحب تصانیف کثیرہ، بلند پایہ فقیہ اور نابغۂ روزگار عالم دین تھے۔ حضرت علامہ شاہ رضا علی خاں قدس سرہ درویش کامل اور مرجع خلائق بزرگ تھے۔ حضرت حافظ شاہ کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ فوج کے سپہ سالار اور ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ایسے آغوش علم و

کرم فضل وکمال اور گہوارۂ شعور وادب میں آپ کی تربیت ہوئی۔

ذہانت و فطانت : آپ بچپن ہی سے اعلیٰ ذہن، بلند دماغ اور زبردست قوت حافظہ کے مالک تھے۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

> میرے استاذ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ کتاب دیکھ کر بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی...... ۲ ؎

آپ نے چار سال کی عمر شریف میں ناظرہ قرآن عظیم مکمل فرما لیا۔ ۶ سال کی عمر میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر منبر پر جلوہ افروز ہو کر نہایت بلیغ اور موثر خطاب فرمایا اور گیارہ سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی عربی میں شرح لکھی یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔

فراغت : ۱۳ برس ۱۰ ماہ ۵ دن کی عمر میں ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں سند فراغت سے نوازے گئے...... ۳ ؎ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"وسط شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن کا تھا اور اسی تاریخ سے مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میں احکام شریعہ کی طرف متوجہ ہوا"...... ۴ ؎

قوت حافظہ : ایک مرتبہ آپ پیلی بھیت شریف لے گئے اور حضرت

مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں عقود الدریہ فی تنقیح فتاوی الحامدیہ کا ذکر چل پڑا۔ حضرت محدث سورتی نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانے میں ہے اعلیٰ حضرت نے اس وقت تک اسے دیکھا نہیں تھا۔ فرمایا جاتے وقت میرے ساتھ کردیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی نے کتاب لاکر آپ کی خدمت میں پیش کردی اور یہ بھی فرمایا کہ ملاحظہ فرمانے کے بعد بھیج دیجئے گا۔ آپ کے یہاں کتابیں بہت ہیں اور میرے پاس تو گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتاوی دیا کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کو اسی دن آنا تھا مگر ایک جاں نثار کی دعوت پر رکنا پڑا آپ نے رات میں عقود الدریہ کی دو ضخیم جلدوں کا مطالعہ فرمالیا دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد بریلی کا قصد فرمایا لیکن عقود الدریہ کو سامان میں رکھنے کے بجائے محدث صاحب کے یہاں واپس بھجوادی۔ اس واقعہ کے بعد محدث صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ کیا میری اتنی سی گذارش پر کہ مطالعہ کے بعد میری کتاب واپس فرمادیں گے۔ آپ کو اتنا ملال ہوا کہ آپ کتاب ابھی واپس کررہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کل جانا ہوتا تو بریلی لے جاتا لیکن جب رک گیا تو شب میں اور صبح میں پوری کتاب دیکھ ڈالی اب لے جانے کی ضرورت نہیں۔ محدث صاحب نے فرمایا ایک مرتبہ کا دیکھ لینا کافی ہوگیا آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین سال تک جہاں کی عبارت چاہوں گا فتاوی میں لکھ دونگا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہوگیا...... ۵؎

<u>وسعت علمی :</u> ایک مرتبہ شہر بریلی میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے عظیم الشان

جلسہ میں اعلیٰ حضرت نے صرف بسم اللہ کے باء جارہ اور اسم اللہ پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور علیہ السلام کے جودونوال، جاہ و جلال اور حسن و کمال کے دریا امنڈ نے لگے آپ نے انہیں دو لفظوں باء جارہ اور اسم اللہ خالص علمی روش پر فضائل رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی باتیں بیان فرمائیں جس سے اہل علم کے بھی کان ناآشنا تھے......٦؎

ایک بار حضرت مولانا شاہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس میں بدایوں تشریف لے گئے اور آپ نے صرف سورۂ والضحٰی پر صبح نو بجے سے ۱۲ بجے تک مسلسل تین گھنٹے تقریر فرمائی یہ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت کی تقریر خالص علمی تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوتی تھی۔

پھر اسی مجلس میں اعلیٰ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ سورۂ والضحٰی کی چند آیتوں کی تفسیر ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھوں۔

فقہی عبقریت : جدید تحقیق کی روشنی میں آپ کو اکسٹھ علوم و فنون پر کامل درک اور ملکۂ تامہ حاصل تھا آپ کی فکری عبقریت، علمی وجاہت، فقہی بصیرت، طرز استدلال، قوت تحریر، استحضار ذہن، قلمی بانکپن اور خداداد شوکت و جلالت کو اپنے اور غیر سب نے تسلیم کیا ہے ڈاکٹر اقبال لاہوری نے اپنا تاثر ان لفظوں میں پیش کیا ہے۔

وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا ان کے فتاوی کے مطالعہ سے

اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے
بہرہ ور اور پاک و ہند کے کیسے نابغۂ روزگار فقیہ تھے۔
ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین
فقیہ بمشکل ملے گا ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت فطانت ،
جودت طبع ، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے
شاہد عدل ہیں......۸۔

مولوی عبدالحی لکھنوی نے یوں لکھا ہے :

یندر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقه الحنفی و جزئیا ته ۔
یعنی فقہ حنفی اور اس کے جزئیات میں جو ان کو عبور حاصل
تھا اس کی نظیر شاید کہیں ملے......۹۔

مولوی ابو الحسن علی میاں ندوی نے ان لفظوں میں اعتراف کیا ہے :

حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی
لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جواب
بھی تحریر کئے متون فقہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر
معلومات ، سرعت تحریر اور ذہانت دیکھ کر سب کے سب
حیران و ششدرہ گئے......۱۰۔

بیعت وارادت : امام الفضلاء بدر الکملاء ، قدوۃ العارفین ، سید السالکین خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے ؛ بیعت ہونے کا واقعہ بھی بڑا انوکھا ہے حضرت مولانا شاہ حسنین رضا ابن

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیرت اعلیٰ حضرت میں رقمطراز ہیں۔

ایک دن دوپہر کو اعلیٰ حضرت قبلہ روتے روتے سو گئے خواب میں اپنے دادا جان حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کو دیکھا وہ تشریف لائے اور فرمایا وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمھارے اس درد کی دوا کرے گا چنانچہ اس واقعہ کے دوسرے یا تیسرے روز تاج الفحول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے جاکر حضرت شاہ آل رسول قدس سرہ سے مرید کرادیا حضرت خاتم الاکابر قدس سرہ نے اعلیٰ حضرت کو دیکھتے ہی جو الفاظ فرمائے تھے وہ یہ تھے "آیئے ہم تو کئی دن سے آپ کے انتظار میں تھے" مرشد برحق کی بے انتہا نوازشوں کو دیکھ کر دیگر مریدوں کو حیرت بھی ہوئی تو حضرت اقدس خاتم الاکابر نے فرمایا یہ دونوں باپ بیٹے صاف دل لے کر آئے تھے بس تھوڑی سی توجہ کی ضرورت تھی جو نسبت حاصل ہونے کے ساتھ ہی حاصل ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بیعت پر فخر ہے۔ حضرت مولانا عنایت محمد غوری رضوی فیروز پوری اپنے ایک مضمون میں تحریر

فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان خلد مکان کے پیرو مرشد حضرت امام العارفین مولانا سید شاہ آل رسول قادری مارہروی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں اگر خدائے بزرگ وبرتر مجھ سے فرمائے گا کہ میرے واسطے تو کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا...... ۱۱؎

تجدیدی کارنامے : آپ نے اپنی شوکت علمی اور طہارت فکری کے ذریعہ احیائے دین، اشاعت اسلام، ابلاغ حق اور دعوت الی اللہ کا جو زریں کارنامہ انجام دیا ہے وہ یقیناً بے مثال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تجدیدی کارنامے سے متاثر ہو کر آپ کے علمی عبقریت کے آستانے پر سجود نیاز لٹاتے ہوئے محافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

بل اقول لوقبل فی حقه انه مجدد هذا لقرن لكان حق وصدقا...... ۱۲؎

ترجمہ: بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو بے شک یہ بات سچ اور صحیح ہے الغرض عرب وعجم کا گوشہ گوشہ آپ کی دینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کا معترف ہے اور الحمدللہ آج بھی آپ کے علم ودراست کی ضیاء باری، فکر وتحقیق کی پاکیزگی اور طنطنۂ فضل وکمال کی چاندنی ہر جگہ محسوس کی جارہی ہے۔

سرور کونین محمد عربی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل ماتہ سنۃ من یجدد لھا دینھا......۱۳؎

یعنی پروردگار عالم ہر سو سال کے بعد امت کے لئے مجدد مبعوث فرماتا ہے جو اس مقدس دین کو زندہ کرتا ہے۔ فرسودہ مراسم اور بدعتوں کی آلودگیوں کو ختم کر کے شریعت مقدسہ کے پاکیزہ اصول سے امت کو روشناس کراتا ہے اور خود اس کے نقوش قدم گم گشتگان راہ کے لئے خط مستقیم اور جادۂ حیات بن جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح آپ پر واضح ہو جائے گی کہ آپ کے وجود مسعود کا لمحہ لمحہ اس حدیث مبارکہ کا کامل ترجمان ہے۔ فکر و عمل سے لے کر زبان و قلم تک زندگی کی ہر ادا اور حیات کی ہر روش اپنے دامن میں اتباع شریعت کی چاشنی ،احیاء سنت کی دلکشی، تجدید دین کی تازگی اور عشق رسالت پناہی کی دلربائی کے نہ جانے کتنے نازو انداز لئے ہوئے ہے۔؎

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

میں نے آپ کے سامنے امام احمد رضا قدس سرہ کی حیات کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر دیا ہے تاکہ آپ کی عبقریت و آفاقیت کا صحیح اندازہ ہو سکے اور وہ لوگ جو آپ کی عظمت اور خداداد شوکت کے منکر ہیں انھیں حق و صداقت کی راہ نظر آ جائے۔

اصلاح معاشرہ کے تعلق سے امام احمد رضا قدس سرہ نے کتنا انقلابی اور کلیدی

رول ادا کیا ہے اسے ان کی تحریر کے آئینے میں پڑھنے سے پہلے آیئے ان کی سیرت و کردار کے بہتے ہوئے اس صاف و شفاف چشمہ کا سراغ لگائیں جس کے کنارے بیٹھ کر اگر کسی نے ایک جرعہ بھی پی لیا تو اس کی ایمانی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا اور جس کے نوک قلم سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر مچلنے والا حرف حرف افکار و نظریات اور اعتقاد و خیالات کے اندر کیف و سر مستی کی ایسی ضیائیں بکھیر گیا جس کے اجالے میں ہر حق پسند، منصف دماغ اور گم گشتۂ راہ کے لئے سفر کرنا نہایت آسان ہو گیا۔

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

آج بے پردگی اور حیاء سوزی کا بھیانک اور زہریلا اثر جس تیزی کے ساتھ مسلم سماج کے اندر سرایت کر رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ یہ کتنا زبردست المیہ ہے کہ مسلم خواتین شریعت اور قرآنی ارشادات سے دور ہو کر آزادانہ طرز حیات اور غیر اسلامی روش کو اپنی زندگی میں داخل کرتی چلی جا رہی ہیں۔ ہوٹلوں، پارکوں اور تفریح گاہوں سے لے کر مقدس مقامات تک ایسی غیرت فروشی کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ جسے دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہے۔ امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ مزارات پر عورتوں کا جانا کیسا ہے تو آپ فرماتے ہیں:

غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے
یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی
ہے اللہ کی طرف سے اور صاحب مزار کی طرف سے۔ جس

وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور
جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔
سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں
وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیم قریب بواجبات ہے
اور قرآن نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا ہے...... ۱۴ اھ

اولیاء کرام کے مقدس آستانے جہاں ہر لمحہ رحمت الٰہی کی موسلادھار بارش ہوتی ہے اور ہر پل سعادت وبرکات کی خیرات تقسیم ہوتی ہے جب ایسے باعظمت اور پاکیزہ مقامات پر عورتوں کی حاضری موجب لعنت ہے تو وہ جگہیں جو شیطانوں، اوباشوں اور شر پسندوں کی آماجگاہ ہوں وہاں عورتوں کا بے حجابانہ گھومنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ مگر برا ہو نئی تہذیب اور فیشن پرستی کا کہ آج ہر خاص وعام اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ کاش کہ لوگ امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریرات کی روشنی میں، اپنا محاسبہ کرتے اور ہر اس فعل سے اپنے آپ کو روکتے جو خدا اور سول کی ناراضگی اور غضب کا سبب ہے۔ نیز مخالفین کی جماعت جو الزام تراشی کرتی ہے کہ امام احمد رضا نے عورتوں کو مزارات پر جانے کی اجازت دی ہے اسے تعصب و تنگ نظری، بہتان تراشی اور افتراء پردازی کی سطح سے اوپر اٹھ کر امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی پر نور تحریر کا مطالعہ کرنا چاہئے ورنہ پھر داور محشر کے حضور جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

آج کل بے شرع پیروں کا سیلاب آگیا ہے جسے دیکھو کاکل بڑھائے، انگلیوں میں انگوٹھیاں سجائے، رنگین کپڑے پہنے پیری مریدی کی دکان لگائے بیٹھا

ہے۔ یہ وقت کی کتنی بڑی ٹریجڈی ہے کہ بیعت وارادت اور رشدو ہدایت نیابت رسالت کا اہم باب ہے مگر کچھ ناعاقبت اندیش اوران پڑھ پیروں نے اس پاکیزہ رشتہ کو بھی کمائی کا بہترین ذریعہ اور حصول زر کا اچھا وسیلہ بنارکھا ہے نہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی، نہ احکام شرعیہ پر عمل، نہ اسلامی اصول سے واقفیت اور نہ ہی علم وآگہی سے کوئی تعلق اگر ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھیے تو بڑی بے باکی اور جرأتمندی سے جواب دیتے ہیں کہ شریعت الگ شئے ہے اور طریقت الگ۔ امام احمد رضا ایسے پیروں کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے اصول الی اللہ کا محض جنون و جہالت ہے دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک۔ جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سواسب راہوں کو قرآن عظیم باطل اور مردود فرما چکا ہے...... ۱۵؎

دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

> شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں اصلاً باہم کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد دین۔ شریعت حضور اقدس سید عالم ﷺ کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال، حقیقت

حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال ﷺ

......١٦ اے

پھر تحریر فرماتے ہیں۔

باالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت ولھذا حدیث میں آیا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا **المتعبد بغیر فقه کاالحمار فی الطاحون** بغیر فقہ عکے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں......١٧ اے

ان تحریروں کو حقائق کے اجالے میں پڑھیے اور آپ خود فیصلہ کیجئے کہ وہ پیر جو شریعت کو بالائے طاق رکھ کر صرف طریقت کی بات کرتے ہیں وہ اسلام اور شرع کی نظر میں سخت مجرم ہیں یا نہیں لہذا آپ ایسے ہی پیروں کے ہاتھ میں ہاتھ دیجئے جن کے دامن پر بہار سے اسلامی اور شرعی اصول و ضوابط کی ساری برکتیں وابستہ ہوں۔

آج کے اس پر فتن ماحول میں کچھ ایسے پیر بھی ملیں گے جو اپنی مریدہ سے مصافحہ کرتے اور اپنے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دلواتے ہیں اور مریدہ بھی اس طرح کے غیر شرعی افعال کر گزرنے میں کوئی شرم وعار محسوس نہیں کرتی۔ ع

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بیعت رضوان کے موقع پر حضور سید عالم نور مجسم ﷺ جب مردوں کی

بیعت سے فرصت کے بعد مکان کے اندر تشریف لے گئے اسی وقت عورتیں بیعت کیلئے حاضر ہوئیں تو حضور سید عالم ﷺ نے توقف فرمایا تو فوراً طائر سدرہ یہ آیت پاک لیکر حاضر خدمت ہوئے مبارکہ نازل ہوئی یا ایھا النبی اذا جاء ك المومنت یبا یعنك علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین بھتان یفترنیہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعضیك فی معروفٍ فبایعھن واستغفرلھن اللہ ؕ ان اللہ غفور رحیم.

اے نبی جب تمھارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمھاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ترجمہ رضویہ)

حضور رحمت عالم ﷺ نے اس آیت کے بموجب عورتوں کو بھی بیعت کر لیا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ سے عورتوں کی بیعت صرف کلام سے ہوئی اور حضور کا دست مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہ ہوا...... ۱۸؎

یہ حدیث ان پڑھ اور غیر شرعی پیروں کے لئے تازیانۂ عبرت بھی ہے اور چراغ راہ بھی جو اپنی مریداؤں سے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دلواتے ہیں اب امام احمد رضا قدس سرہ کا فتوٰی ملاحظہ فرمایئے :

بے شک غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا نبی ﷺ سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا یقیناً وہ ابو الروح ہوتا ہے اگر پیر ہو جانے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہیئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا......۱۹ے

آج اکثر اولیاء کرام کے مزارات پر قرآن و حدیث اور اسلام و سنت کے فیضان اور باطنی عرفان سے محروم سجادگان مزامیر کے ساتھ محفل سماع کا انعقاد اور قوالی کی مجلس گرم کرتے ہیں ڈھول باجوں کی آواز پر خود بھی تھرکتے ہیں اور مریدوں کو بھی خوب ٹریننگ دیتے ہیں اور اب تو نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ عرس کے ایام میں مرد و عورت کا شاندار مقابلہ ہونے لگا ہے نعوذ باللہ منہ۔ ان سجادگان کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اس فعل شنیع سے جہاں اسلام کا تقدس اور شریعت کا وقار مجروح ہو رہا ہے وہیں صاحب مزار کی روح اضطراب کی کروٹیں لے رہی ہے امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

مزامیر جنہیں مٹانے کے لئے حضور پر نور سید عالم ﷺ تشریف لائے تھے (کما فی الحدیث) مطلقاً حرام ہے ۲۰ے

ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ اس عرس کرنے والے اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا

بھی گناہ عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔......۲۱ھ

مزامیر یعنی آلات لہو و لعب بر وجہ واجب بلا شبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق ھذا کے کلمات عالیہ میں مصرح ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت برائے سلسلہ عالیہ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارضاہ عنا کی طرف نسبت محض باطل وافتراء ہے۔

حضرت سید فخر الدین رازی قدس سرہ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلۂ خلفاء سے ہیں جنہوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور میں بلکہ خود بحکم والا مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا

اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر فی غلبات الشوق واما سماع مشائخنا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم فبری عن ھذہ التھمہ وھومجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعتہ اللّٰہ تعالیٰ.

یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ شوق وحال میں سماع مع مزامیر سنااور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا سننااس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں فوائد الفوائد شریف میں تصریح فرمائی ہے کہ مزامیر حرام است ، حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لئے سند کافی اور ان اہل ہوا وہوس مدعیان چشت پر حجت وافی......۲۲ـ

اب آیئے ذرا مجلس سماع میں قوالی سے متعلق سلسلۂ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے محبوب مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کا ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائے۔

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہورہی تھی حضرت سید ابراھیم ایرجی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں ہیں باہر ہی مجلس
سماع کے تشریف فرماتھے ایک صاحب صالحین سے آپ
کے پاس آئے اور گذارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے
حضرت سید ابراھیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم
جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی
ہوں میں ابھی چلتا ہوں انھوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا
دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور قوالوں
کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ "ایں بدبختاں وقت مارا
پریشان کردہ اند" واپس آئے اور قبل اس کے عرض کریں،
فرمایا آپ نے دیکھا.... ۲۳۔

خدارا انصاف سے بتایئے کہ محفل سماع میں قوالوں سے اس قدر حضرت نے اپنی ناراضگی اور پریشانی کا اظہار فرمایا تو پھر سماع مع مزامیر سے ان پاک ہستیوں کی روح کس قدر بے چین ہوں گی لیکن برا ہو ان ہوا و ہوس کے پجاریوں کا کہ اس قدر دلائل و شواہد کے باوجود سماع مزامیر کے جواز پر قائم رہنا اور اکابر سلسلۂ چشت اہل بہشت کی طرف ان قبیح حرکتوں کی نسبت کر کے خالص بہتان اور ظلمات نفس کو فروغ ہی دینا تو ہے۔

مسلمان اسلامی روایات سے ہٹ کر شادیوں میں بڑے فخر کے ساتھ ناچ گانے، ڈھول باجے، آتش بازی اور پٹاخے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس بے ہودہ رسم میں ہر خاص و عام مبتلاء ہے کل تک جس چیز کا تصور کرنا بھی حرام تھا آج ان لغو

رسموں کو بجالانے میں مسلمان اپنی شان و عظمت سمجھتا ہے مگر اس بات سے بالکل بے خبر ہے کہ اس ناجائز رسموں کے پیچھے عیسائیت و یہودیت کی پوری مشنری لگی ہوئی ہے کس طرح ان کے سینے سے جذبۂ حب رسول، مذہبی وقار، اسلامی روح اور شرعی رنگ و آہنگ کو فنا کر دیا جائے اور انہیں نئی روشنی اور مغربی تہذیب کا دیوانہ بنا دیا جائے۔

آج شادیوں میں جو غیر اسلامی کاموں کے لئے روپئے کو خرچ کیا جارہا ہے اس سے مذہبی تقدس تو مجروح ہوتا ہی ہے لیکن دوسری طرف اس سے تضیع مال اور اسراف سے مسلمانوں کی اقتصادی و معاشی زندگی میں جو بحران ہے وہ کسی سے مخفی نہیں کاش کہ ! سنجیدہ اور دانشور طبقہ ٹھنڈے دل سے اس اہم مسئلے پر غور و خوض کر کے کوئی ٹھوس اور مثبت اقدام کرتا اور اسلام کی روشنی میں کوئی اہم اصول کی بنیاد رکھتا جس سے قوم مسلم کا وہ سرمایا جو غلط راہوں پر خرچ ہو رہا ہے اس کی صحیح روک تھام ہو سکے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔

> یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول اور رائج ہیں بلا شبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ خصوصاً وہ ملعون و ناپاک رسم کہ بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہود سے سیکھی۔ یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لچھے دار سنانا، سمید ھیانہ کی عفیف پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا۔ خصوصاً ان ملعون بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا، ان کا اس ناپاک فاحشہ

حرکت پر ہنسنا قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بد لحاظ بے حیا بے غیرت خبیث بے حمیت مردوں کو مشہدین کو جائز رکھنا۔ کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ شنیع گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزو جل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاجر و فاسق مرتکب کبائر مستحق غضب جبار و عذاب نار ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین...... ۲۴؎

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

جن شادیوں میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں شریک نہ ہوں۔ آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب براٗت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا حرام ہے کہ اس میں تضیع مال ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ **ولا تبذر و تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و کان الشیطن لربه کفور...... ۲۵؎**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور فضول نہ اڑا بے شک اڑانے والے

شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔(کنزالایمان)

عوام الناس میں یہ توہم پرستی، غلط نظریات اور فاسد خیالات عام طور سے پائے جاتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید رہتے ہیں اور فلاں کے جسم پر فلاں بزرگ آئے ہیں۔ اور ہر جمعرات کو اس درخت کے پاس جاکر شیرینی وغیرہ فاتحہ دلاتے ہیں لوبان اگربتی سلگاتے اور ہار و پھول لٹکاتے ہیں۔ یعنی شہدائے کرام اور اولیاء اللہ کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں تو وہ درختوں اور انسانی جسموں کو اپنی پناہ گاہ بنانے لگے ہیں۔ لاحول ولا قوہ۔ شہدائے عظام اور اولیائے فخام کی وہ پاکیزہ جماعت ہے جس کی رفعت شان اور عظمت مکان کی شہادت قرآن پیش کررہا ہے اور ان کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا ان کی کھلی توہین اور گمراہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ یوں ہی عورتیں شادی کے موقع سے مسجدوں میں جاکر طاق بھرتی ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ سب واہیات، خرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہے ان کا ازالہ لازم ہے...... ۲۶ ؂

یہ سب رسوم جہالت و حماقت و ممنوعات بے ہودہ ہیں مگر بت پرستی اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہاں گنہگار و مبتدع ہیں...... ۲۷ ؂

لوگوں میں یہ بات بہت زیادہ مشہور ہے کہ محرم الحرام اور صفر کے مہینے میں نکاح کرنا منع ہے اسی طرح ۳، ۱۳، ۲۳ اور ۸، ۱۸، ۲۸ کی تاریخوں اور پنجشبہ اور چہار

شنبہ کے ایام میں شادیاں نہیں کرتے کیوں کہ ان تاریخوں، مہینوں اور دنوں میں شادی مسرت کے بجائے کلفت کا پیام لاتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں :

نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے...... ۲۸؎

یہ سب باطل اور بے اصل ہے...... ۲۹؎

آج کچھ لوگ اپنے گھروں میں پیر کی تصویر سجا کر رکھتے ہیں اور ہر روز اس پر ہار پھول پیش کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔ **لا تدخل الملائکه بیتاً فیه کلب ولا صورة** ...... ۳۰؎

"فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا جاندار کی تصویر ہو"

مگر عقیدت کے بہاؤ میں انسان ہر وہ کام کر بیٹھتا ہے جو شریعت کی نظر میں ناجائز و حرام اور ناپسندیدہ و مردود ہے۔ امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

حضورِ سید عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں۔ اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا۔ حدیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں یہاں چند مذکور ہوتی ہیں۔ صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **کل مصور فی النار یجعل اللّٰہ له بکل صورة صورھا نفسا فتعذبه فی جھنم**۔ ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق

پیدا کرے گا کہ جو جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔ انھیں میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اشدالناس عذاباً یوم القیامة المصورون ۔بے شک نہایت سخت عذاب روزِ قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے صحیحین و سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامة یقال لھم احیوا ما خلقتم بے شک یہ جو تصویر بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائے گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور نیز اسی میں حضرت ام المؤمنین میمونہ اور مسند امام محمد میں بسند صحیح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جبریل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی انا لا ندخل بیتا فیہ کلب وصورة۔ ہم ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس ﷺ نے

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا
کہ انھیں مٹادو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام
چادریں اتار اتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زم
زم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر
سے دھویا جاتا۔ کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں
یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹادیئے جب
حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس
وقت اندر رونق افروز ہوئے اتفاق سے بعض تصاویر مثل
تصویر ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیم کا نشان باقی رہ گیا
تھا پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ
دھلی تھی حضور پر نور ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا اتار کر ان کے
مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی مار ان تصویر
بنانے والوں پر......۳۱۔

قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ انبیاء کرام علیہ الصلوۃ والسلام جو مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر وبالا ہیں مگر سرور عالم ﷺ نے ان کی تصویر کو کعبہ شریف سے مٹائی تو پھر پیروں کی تصویروں کو اپنے گھروں میں سجانا اور بطور تبرک رکھنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے پروردگار عالم ہر مسلمان کو ان غلط حرکتوں سے محفوظ رکھے۔

محرم الحرام کے موقع سے ملک کے اکثر حصوں میں تعزیہ بنایا جاتا ہے اور

کہیں ہاتھی، گھوڑے اور اونٹ کی شکلیں بنائی جاتی ہیں۔۔اور معاذاللہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف ہے اس پر پھول، ہار، چادر وغیرہ ڈالتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں شیرینی، مالیدہ، شربت پر نیاز دلاتے ہیں۔ پیسہ اور لڈو لٹاتے ہیں۔ پھر دسویں محرم کو اس تعزیہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ ان خرافات سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پر نور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصور مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کے معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقہ بہ طبقہ ائمہ دین علمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بنائے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المعال وغیرہ مطالعہ کرے۔ مگر جہال بے خرد نے اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل

ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراشیں نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بے ہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ دشت بہ دشت اشاعت غم کے لئے اس کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازی کی شور افگنی کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی ان مایہ بدعات کو معاذاللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کو اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریاو تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی۔ مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار

عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوچ ناچ باقی توڑ تاڑ دفن کردئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے۔ اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین۔ اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان المقام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو اس قدر خوب و محبوب تھا۔ اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم اور تصنع الم ونوحہ زنی و ماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ

اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے
لھٰذا روضۂ اقدس کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ کاغذ کے
صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش
منہیات اپنے پاس رکھے...... ۳۲۔

دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سئیہ ہے اس کا بنانا دیکھنا جائز
نہیں اور تعظیم و عقیدت سخت حرام و اشد بدعت اللہ سبحانہ
تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے آمین
...... ۳۳۔

محرم الحرام کی مجلسوں میں غیر مستند کتابوں کے واقعات اور شہادت نامے پڑھے جاتے ہیں اور ناخواندہ مقرر عوام کو خوش کرنے کے لئے من گھڑت روایات بیان کرتے ہیں۔ مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر
روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر
مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ
اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں وہ مطلقاً حرام و ناجائز
ہے خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس
سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر
قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد

غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے...... ۳۴۔

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی۔ رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا...... ۳۵۔

آج معاشرہ میں یہ عقیدہ جڑ پکڑ چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں تیترا لڑکا پیدا ہو تو لوگ اسے نحوست سے تعبیر کرتے ہیں زحمت اور پریشانی کا باعث بتاتے ہیں۔ اور اگر تیتری لڑکی ہو تو اسے فال نیک اور بلند نصیب تصور کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ محض باطل، زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے...... ۳۶۔

فلم سے معاشرے میں جہاں اخلاقی بے راہ روی اور بے شمار بد اعمالیاں پیدا ہو گئیں ہیں وہیں یہ لعنت بھی بری طرح گھر کر گئی ہے کہ مرد عورتوں کا لباس پہننے لگے ہیں اور عورتیں مردوں سا لباس استعمال کرنے لگی ہیں۔ مردوں نے عورتوں کی طرح کاندھے سے نیچے لمبے لمبے بال رکھنا شروع کر دیئے ہیں اور عورتیں مردوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بال رکھنے لگی ہیں اور المیہ یہ ہے کہ اس میں ہمارا مسلم

معاشرہ بھی ملوث ہے اور اس بد چلنی بے حسی اور بد اخلاقی کو ترقی اور نئی روشنی کا نام دیا جاتا ہے۔ مگر سچ بتایئے یہ ترقی ہے یا تنزلی، یہ روشنی ہے یا تاریکی آیئے پڑھئے امام احمد رضا کیا فرماتے ہیں۔

حرام ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لعن اللّٰہ المتشبھین من الرجال باالنساء والتشبھات من النساء با الرجال اللہ کی لعنت ان مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر کہ مردوں سے۔ ایک عورت مردوں کی طرح کمان کاندھے پر لٹکائے جاتی تھی اسے دیکھ کر یہ فرمایا۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ خود پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس عورث پر کہ کوئی وضع مردانی اختیار کرے۔ کمان اجزائے بدن نہیں جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال اجزائے بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ سخت تر ہوگی۔ لھٰذا عورت کو حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے یوہیں مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام و موجب لعنت ہے...... ۳۷۔

آج کا مسلمان فیشن پرستی میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ اپنے مذہبی شعار کو

خود اپنے ہاتھوں دفن کر رہا ہے۔ داڑھی اسلام کا شعار اور نبی محترم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام کی سنت جلیلہ وعادت کریمہ تھی مگر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس سنت سے محروم نظر آرہا ہے۔ مگر یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ہم اپنے مذہبی شعار سے گریزاں ہیں اور غیروں کی تہذیب کو اپنی زندگی میں داخل کر کے ہی فخر وانبساط اور مسرت وشادمانی محسوس کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

> داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سید عالم ﷺ اور انبیاء کرام علیھم السلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع و حرام اور کفار کا شعار۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **عشر من الفطرہ قص الشارب واعف باللحیہ الحدیث**۔ یعنی دس چیزیں سنت قدیم انبیاء عظام علیھم الصلوۃ والسلام کی ہیں ان میں سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا رواہ مسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں حلق کردن لحیہ حرام است۔ اور حضور ارشاد فرماتے ہیں **خالفوا المشرکین واوفوا اللحی واعفوا الشوارب**۔ مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کردو اور بعض احادیث میں وارد مونچھیں کم کرلو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوسی کی شکل

نہ بناؤ۔ سنت سینہ رسول ﷺ کو ترک اور مشرکین اور مجوس
کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں علاوہ بریں اس
میں تغیر خلقت خدا الطریق ممنوع ہے......۳۸۔

آج بعض ناعاقبت اندیش یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ داڑھی رکھ کر بھی بہت سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ غلط کام کرتے ہیں اور نماز روزے سے کوسوں دور ہیں تو پھر ایسی داڑھی رکھنے سے کیا فائدہ! اس سے تو بہتر ہے کہ اس کا ظاہر خلاف سنت ہے اور باطن آراستہ ہو اور نماز و روزہ کی پابندی کرتا ہو۔ امام احمد رضا قدس سرہ یہ فرماتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن آرائش ظاہر سے اہم تر
مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر وارتکاب محرمات وممنوعات کی
کس نے اجازت دی۔ تعمیل حکم شرع واتباع سنت شارع کہ
داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پائی جاتی ہے وہ اپنے
دعوے میں ہی جھوٹا ہے کہ باطن میرا آراستہ ہے اگر فی
الواقع باطن اس کا زیور صلاح سے مزین اور حکم خدا ورسول
منقاد ہوتا تو اتباع سنت چھوڑ کر شعار کفر وشرک وبدعت کی
پیروی پسند نہ کرتا اور حکم شرع سنکر سر جھکاتا اپنے فعل شنیع
پر مصر نہ ہوتا......۳۹۔

آج کثرت سے لوگ اپنی داڑھی اور بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کرتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلاء رہتے ہیں کہ خضاب لگانے سے میں

خوبرو اور جوان نظر آتا ہوں مگر شاید وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ چہرے کی شکنیں ان کی کہولت و بوڑھاپے کا اعلان کر رہی ہیں آیئے ذرا امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریر پر تنویر کا مطالعہ کیجئے۔

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطق۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی خالص سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا **غیر واھذا بشی واجتبنواالسواد** ۔ اس سپیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں **غیر واالشیب ولا تقربوا السواد**۔ سپیدی تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور والا ﷺ فرماتے ہیں **یکون قوم فی آخرالزمان یخضون بھذالسواد کحو اصل الحمام لا یجدون رائحة الجنة**۔ آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے۔ جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ و نیلگوں ہوتے ہیں نبی ﷺ نے ان کے بالوں اور داڑھیوں کو

ان سے تشبیہ دی ابن سعد عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرسلاً راوی سید عالم ﷺ فرماتے ہیں ان اللّٰه تعالیٰ لا ینظر الی من یخضب بالسواد یوم القیامۃ۔ جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ نیز کبیر طبرانی میں بسند حسن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں من مثل بالشعر فلیس له عندالله خلاق ۔ جو بالوں کی ہیئت بگاڑے اللہ کے یہاں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں۔ علماء فرماتے ہیں ہیئیات بگاڑنا یہ کہ داڑھی مونڈھے یا سیاہ خضاب کرے۔ ابن سعد طبقات میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ عن الخضاب باالسواد۔ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔ افسوس کے ذرا سے نفسانی شوق کے لئے آدمی ایسی سختیوں کو گوارا کرے۔ جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں تو اس سے کراہت تحریم مراد لیتے ہیں جس کا مرتکب گناہگار و مستحق عذاب نار ہے......۴۰۔

اس توھم پرستی کے دور میں جہاں بہت سے غلط افکار نے فروغ پایا انھیں میں ایک یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلا کر اپنے اچھے برے

تقدیر کو دریافت کرتے ہیں اور اس مرض میں عورتیں زیادہ مبتلاء ہیں دیکھئے امام احمد رضا قدس سرہ کیا تحریر فرماتے ہیں۔

کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے اسی کو حدیث میں فرمایا فقد کفر بما نزل علے محمد ﷺ اور اگر بطور اعتقاد فیض نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اس کو حدیث میں فرمایا لم یقبل اللّٰہ له صلاۃ اربعین صباحاً۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اگر بطور ہزل و استہزاء تو عبث و مکروہ و حماقت ہے ہاں اگر بغرض تعجیز ہو تو حرج نہیں...... ۱۴۱ ؎

آج کچھ لوگ عقیدت میں مزارات کو سجدہ کرتے ہیں اور اسلام کے اس اصول سے بے خبر ہیں کہ ہماری شریعت نے غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدۂ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے، اسی سلسلہ میں امام احمد رضا نے الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ کے نام سے ایک جامع اور مبسوط رسالہ تحریر فرمایا جس میں متعدد آیات قرآنی، چالیس احادیث مقدسہ اور تقریباً ڈیڑھ سو نصوص فقیہ سے یہ ثابت فرمایا کہ عبادت کی نیت سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک و کفر ہے اور تعظیم کی نیت سے حرام۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع

فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین ہے اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علماء دین، ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عندالتحقیق کفر صوری پر محمول...... ۴۲ ـ

صحابہ کرام نے حضور سے سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا جب خود حضور اقدس ﷺ کے لئے سجدۂ تحیت کا ایسا حکم پھر اوروں کا کیا ذکر...... ۴۳ ـ

اس کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے چالیس احادیث سے سجدۂ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت فراہم فرمایا ہے یہاں پر صرف تین احادیث نقل کرتا ہوں۔

قال جاء ت امراۃ الی رسول اللّٰہ ﷺ فقالت یا رسول اللّٰہ اخبر نی ماحق الزوج علے الزوجۃ قال لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لا مرت المراۃان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھا لما فضلہ اللّٰہ علیھا ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل

الصلوۃ والتحیۃ میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اس پر رکھی ہے۔

ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال دخل النبی ﷺ حائطا فجاء بعیر فسجدله فقا لوا ھذہ بھیمه لا تعقل سجدت لك ونحن نعقل فنحن احق ان لسجدلك فقال ﷺ لا یصلح لبشر ان مسجد لبشر لو صلح لامرت المراہ ان تسجد لزوجھا لماله من الحق علیھا۔

حضور اقدس ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے قال دخل النبی

ﷺ جائطاللانصار ومعه ابوبکر وعمر فی رجال
من الانصار فی الحاط غنم فسجدن له فقال ابوبکر
یا رسول الله کنا تحن احق بالسجود لك من هذه
الفنم قال انه لا ینبغی فی امتی ان یسجد احد لا حد
و لو کان ینبغی ان یسجدا حدلا حد لا مرت المراة
ان تسجد لزوجها۔

حضور انور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف فرمائے
صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمرکاب
تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق
نے عرض کی یارسول اللہ ان بکریوں سے زیادہ ہم حقدار ہیں
اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا بے شک میری امت
میں نہ چاہیئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو
میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا...... ۴۴ ؎

قبروں پر چراغ بتی جلانا ایک عام بات ہو چکی ہے بلکہ کچھ لوگوں نے اسے ضرورت میں شامل کر لیا ہے امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا
ہے...... ۴۵ ؎

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :

اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے رسول اللہ ﷺ

فرماتے ہیں انما الاعمال با لنیات اور جو کام دینی فائدے اور دنیاوی نفع جائز سے خالی ہو عبث ہے۔ اور عبث خود مکروہ ہے اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے قال اللّٰہ تعالیٰ ولا تسرفون ان اللّٰہ لا یحب المسرفین ......۴۶۔

یونہی لوبان اور اگر بتی کے سلسلہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز کرنا چاہئے اگرچہ کسی برتن میں ہو اور قریب قبر سلگانا بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے جو ظاہر منع ہے۔ اسراف اور اضاعت مال۔ میت صالح اس غرغے کے سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں، بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے اگر بتی لوبان سے غنی ہے......۴۷۔

آج کچھ ناخواندہ حضرات اور علم شریعت اور طریقت سے ناآشنا سجادگان کو یہ دیکھا گیا کہ وہ مزارات کا طواف کرتے ہیں اور اپنی اندھی عقیدت کا سہارا لے کر وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جس کی شریعت قطعی اجازت نہیں دیتی۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مزار کا طواف کے محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بہ خانہ کعبہ ہے مزار کو بوسہ نہ دینا

چاہئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر چپنا اور اسی میں ادب
زیادہ ہے آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی
جائز کہ اس سے شریعت میں ممانعت نہیں آئی اور جس چیز
کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی...... ۴۸۔

آج کل اکثر لوگ حضور سید عالم ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ صلعم یا ع یا ص یا صلل لکھ دیتے ہیں۔ اور یہ بدعت شنیعہ وہابیوں سے شروع ہوئی ہے اور اب اس مرض میں سنی حضرات بھی مبتلاء ہیں۔

صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ تحریراً یا تقریراً درود شریف لکھنا مومن کیلئے ضروری ہے۔ بخل، کنجوسی، حسد، وقت اور کاغذ کی بچت کی وجہ سے درود شریف کے بجائے مہمل اشارات پر عمل کرنا خارجیوں کا طریقہ کار ہے۔ سب سے پہلے اس کی ابتداء بنو امیہ کے زمانے میں ہوئی۔ نجدیہ نے اسے اپنایا اور وہابیہ نے اُسے پروان چڑھایا اور یہ ناپاک حرکت آج بھی ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

درود شریف جو ایک نہایت پاکیزہ اور جامع دعائیہ کلمہ ہے اور وہ زبان و دہن کس قدر مقدس ہیں جن سے درود شریف کا ورد ہوتا ہے اور اس پاکیزہ لب کو کیا کہیے جس کو ملائکہ اپنے نوری پروں سے مس کرتے ہیں اور خوش ہو کر چوم لیتے ہیں ایک مومن کیلئے اس سے بڑھ کر معراج زندگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب بھی سردار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو قلب و زبان سے درود شریف کے نغمے ابلنے لگیں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

سب سے پہلے جس شخص نے درود پاک کو کلمہ مہمل میں لکھا تھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا قانونِ قدرت بھی یہی تھا کیونکہ جو چور مال کی چوری کرتا ہے اس کے متعلق قرآن حکیم کا یہ فیصلہ ہے فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا کاٹ دو ان کے ہاتھ۔ اور اس بد نصیب نے مال تو نہیں مال سے قیمتی چیز عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چوری کرنے کی کوشش کی تو پروردگار عالم کے نزدیک مال کی چوری سے عظمتِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چوری کی سزا سخت سے سخت تر ہے قطع ذریته ولم یبق منهم احداً اس کی نسل ہی ختم کر دی گئی۔

امام محی الدین علیہ الرحمہ کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں :

یکره الرمز بالصلوٰة والترقم بالکتابة بل یکتب بکماله ولا لیسام منه الّا حرم خطأً عظیماً

درود شریف کو اشاروں کنایوں سے لکھنا مکروہ تحریمہ ہے بلکہ پورا درود شریف لکھے کلمۂ مہمل سے درود شریف لکھنا حرام، گناہ عظیم ہے

"گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"

(تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار ص ۶۲۔ ۶۳)

اب آیئے امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریر پُر تنویر سے دل و نگاہ کو تازگی بخشتے ہیں :

درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ع یا ص یا صلعم لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے القلم احدی

اللسانین جیسے زبان سے دورد شریف کے عوض یہ مہمل
کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا
درود لکھنے کا کام نہ دے گا ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے میں
خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولاً
غیر الذی قیل لھم میں نہ داخل ہوں نام پاک کے ساتھ
ہمیشہ پورا درود لکھا جائے صلی اللہ علیہ وسلم...... ۹۴ ء

کتابیات

۱) فقیہ اسلام صفحہ ۱۱۸۔۱۱۹ حضرت ڈاکٹر حسن رضا خان پی ایچ ڈی پٹنہ

۲) حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۔۳ مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

۳) سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۰۵ مولانا بدر الدین صاحب علیہ الرحمہ

۴) تذکرۂ علمائے اہلسنت صفحہ ۳۹ مفتی شفیق احمد شریفی

۵) فقیہ اسلام صفحہ ۱۵۹ ڈاکٹر حسن رضا خاں پٹنہ

۶) سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۴ مولانا بدر الدین صاحب

۷) " " " صفحہ ۱۱۵

۸) حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی صفحہ ۱۴ پروفیسر مسعود احمد پاکستان

۹) نزہۃ الخواطر مولوی عبدالحیٔ لکھنوی

۱۰) مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خاں صفحہ ۲۹

۱۱) حیات آل رسول مارہروی صفحہ ۱۹۶ مفتی محمود احمد قادری مظفر پوری

۱۲) حسام الحرمین صفحہ ۵۱ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ

۱۳) مشکوٰۃ شریف جلد اکتاب العلم صفحہ ۳۶ شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ علیہاالرحمہ

۱۴) ملفوظات صفحہ ۲۶۷۔ جلد ۲ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ

۱۵) مقال العرفاء صفحہ ۷ امام احمد رضا قدس سرہ

۱۶) فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۰ امام احمد رضا قدس سرہ

۱۷) امام احمد رضا ردبدعات و منکرات صفحہ ۲۰۹ مولانا یٰسین اختر مصباحی

۱۸) سبع سنابل شریف صفحہ ۱۰۶ میر سید عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ

۱۹) مسائل سماع صفحہ ۳۲ امام احمد رضا قدس سرہ

۲۰) ؍ ۲۴ ؍

۲۱) احکام شریعت صفحہ ۶۱ ؍

۲۲) امام احمد رضا ردبدعات و منکرات صفحہ ۲۵۹۔۲۶۰ مولانا یٰسین اختر مصباحی

۲۳) ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۱۵۔۱۱۶ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

۲۴) فتاوی رضویہ جلد دھم صفحہ ۷۷ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

۲۵) رسالہ ھادی الناس صفحہ ۵ ؍ ؍

۲۶) احکام شریعت صفحہ ۳۲ ؍ ؍

۲۷) فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۶۴ ؍ ؍

۲۸) ملفوظات صفحہ ۳۶ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

۲۹) فتاوی رضویہ جلد دھم صفحہ ۱۷ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

۳۰) ؍ ؍ نہم صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴۔۱۴۶ ؍

۳۱) ؍ ؍ نہم صفحہ ۳۵۔۳۶ ؍

۳۲) ؍ ؍ نہم صفحہ ۱۸۶۔ ؍

۳۳) فتاوی رضویہ جلد نہم صفحہ ۲۶ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

۳۴) ؍ ؍ ؍ صفحہ ۸۸ ؍ ؍ ؍ ؍

۳۵) ؍ ؍ جلد دوازدہم کتاب شتی صفحہ ۲۶۷ ؍ ؍ ؍

۳۶) ؍ ؍ جلد نہم صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹ ؍ ؍ ؍

۳۷) ، ، ، صفحہ ۲۹ ، ، ، ،

۳۸) ، ، ، صفحہ ۳۰ ، ، ، ،

۳۹) ، ، ، صفحہ ۳۰۔۳۱ ، ، ، ،

۴۰) ، ، ، صفحہ ۲۱۳ ، ، ، ،

۴۱) ، ، ، صفحہ ۲۱۶ ، ، ، ،

۴۲) ، ، ، صفحہ ۲۱۶۔۲۱۷ ، ، ،

۴۳) ابریق المنار بشموع المزار صفحہ ۹ ، ، ،

۴۴) احکامِ شریعت صفحہ ۶۷ ، ، ،

۴۵) السنیۃ الانیقۃ صفحہ ۷۰ ، ، ،

۴۶) فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۸ ، ، ،

۴۷) ، ، ، صفحہ ۵۴ ، ، ،

۴۸) ، ، ، صفحہ ۱۰۷ ، ، ،

۴۹) احکام شریعت امام احمد رضا قدس سرہ

درود پاک کے فضائل

جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں' دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔

(۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(۵) درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور ﷺ متولی (ذمہ دار) ہو جائیں گے۔

(۶) درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

(۷) درود پاک پڑھنے والے کو جانکنی میں آسانی ہوتی ہے۔

(۸) جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔

(۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔

(۱۱) قیامت کے دن سید دو عالم نور مجسم ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

(۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔

(۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں، یارسول اللہ ﷺ! فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔

(۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

فروغ اہلسنّت کے لئے......امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔
۶۔ حمایت مذہب و رد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)